121438 ـ كيا جنسى زيادتى كا شكار ہونے والى عورت پر عدت لازم ہے ؟

سوال

ايك لڑكى كو زبردستى جنسى زيادتى كا شكار بنايا گيا كيا اس پر عدت ہو گى ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

فقہاء كرام كا ايسى عورت كے متعلق اختلاف ہے جس سے زنا كيا گيا ہو ـ چاہے زبردستى ہو ـ آيا وہ عدت گزارے گى يا نہيں ؟

اس ميں تين قول ہيں:

پہلا قول:

اس پر كوئى عدت نہيں، احناف اور شافعيہ كا مسلك يہى ہے.

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (29 / 337).

دوسرا قول:

مالكيہ اور حنابلہ كے ہاں وہ تين حيض عدت گزارے گى.

ابن قدامہ رحمہ اللہ اس قول كى علت بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

" يہ وطئ ہے جو رحم كے مشغول كا متقاضى ہے، اس ليے اس سے عدت واجب ہے جس طرح كہ شبہ سے وطئ ميں ہے، ليكن اس كا مطلقہ عورت كى طرح عدت واجب ہونا تو يہ اس ليے كہ يہ آزاد تھى اس ليے اس كا استبراء رحم ہونا واجب ہے جس طرح كہ بشبہ والى عورت سے وطئ كى گئى كى ہے " انتہى

ديكھيں: المغنى (8 / 80).

اور الدسوقى اپنے حاشيہ ميں كہتے ہيں:

" الجلاب میں کہتے ہیں: اور جب عورت زنا کرے یا اس سے زبردستی کی جائے تو اس وطئ کے بعد استبراء رحم کے لیے تین حیض ہیں، اور اگر وہ لونڈی ہو تو ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہو گا، چاہے وہ خاوند والی ہو یا بغیر خاوند کے " انتہی.

دیکھیں: حاشیۃ الدسوقی (2 / 471).

تیسرا قول:

ایک حیض کے ساتھ اس کا استبراء رحم ہو گا، یہ مالکیہ کا ایک قول، اور امام احمد سے روایت ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسے اختیار کیا ہے.

المرداوی رحمہ اللہ الانصاف میں کہتے ہیں:

" اور ان سے (یعنی امام احمد) سے مروی ہے ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہو گا، اسے حلوانی، ابن رزین، اور شیخ تقی الدین (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ) نے اختیار کیا ہے. انتہی

دیکھیں: الانصاف (9 / 295).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے کہ اگر تو وہ عورت خاوند والی ہو تو اس پر نہ تو عدت لازم آتی ہے، اور نہ ہی استبراء رحم، اور اگر بغیر خاوند کے ہو تو پھر ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہو گا.

رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تیسرا قول: اس پر نہ تو عدت ہے اور نہ ہی استبراء رحم، یہ ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے، اور امام شافعي کا مسلك یہی ہے، اور سب اقوال میں سے صحیح قول بھی یہی ہے، لیکن اس قول پر اگر وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہو گا حتی کہ وضع حمل ہو جائے؛ کیونکہ اس حالت میں اس سے وطئ کرنا ممکن نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ سے وطئ کرنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ وضع حمل ہو جائے "

اس سے فائدہ یہ ہے: اگر وہ خاوند والی ہے مثلا تو اگر وہ زنا کرتی ہے تو ہم خاوند کو یہ نہیں کہینگے تم اس سے دور رہو، بلکہ ہم یہ کہینگے: تم اس سے جماع کر سکتے ہو اور آپ کے لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر اس سے حمل ظاہر ہو گیا تو پھر اس سے جماع نہ کرو، اور اگر حمل ظاہر نہیں ہوتا تو وہ تیرے تیرے لیے ہے.

اور کوئی قائل یہ کہے:

کیا یہ احتمال نہیں کہ حمل زنا سے ہوا ہو ؟

ہم کہینگے: یہ احتمال وارد ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے:

" بچہ بستر والے کے لیے ہے، اور زیادتی کرنے والے کے لیے پتھر ہیں "

جب ہمیں یقین ہے کہ وہ عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہے تو بھی بچے کا حکم یہی ہو گا کہ وہ بستر والے (یعنی خاوند کے) لیے ہے، اور جب وہ عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہو اور ہم خاوند کو کہیں کہ تم اس سے وطئ مت کرو تو بغیر وطئ کیے اس سے خوش طبعی کرنا اور مباشرت کرنا جائز ہے، صرف اسے جماع سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی کھیتی کو پانی نہ دے " انتہی.

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 232).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" بلکہ یہ قول ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور صحابہ کرام کی ایك جماعت سے مروی ہے، کہ زنا شدہ عورت پر مطلقا کوئی عدت نہیں، اور نہ ہی اس کا استبراء رحم ہو گا، خاص کر جب وہ خاوند والی ہو؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بچہ بستر والے (کے لیے) ہے "

بلکہ انسان کو چاہیے کہ جب وہ جان لے کہ ۔ اللہ محفوظ رکھے ۔ اس کی بیوی نے زنا کیا ہے اور وہ توبہ کر چکی ہے تو وہ فی الحال اس سے جماع کرے، تا کہ مستقبل میں اس کے دل میں کوئی شك نہ رہے، کہ آیاوہ زنا سے حاملہ ہوئی ہے یا کہ نہیں ؟

جب وہ بیوی سے اسی وقت جماع کر لیگا تو یہ محمول کیا جائیگا کہ بچہ خاوند کا ہے، زانی کا نہیں، لیکن اگر عورت کا خاوند نہ ہو تو راجح قول کے مطابق اس کا ایك حیض کے ساتھ اس کا استبراء رحم کرنا ضروری ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 282).

واللہ اعلم .